ہمراہ آپ کے استقبال کو نکلے۔ اسلامی لشکر کے آگے حضرت بریدہ بن حصیب رضی اللہ عنہ پرچم لہرا رہے تھے۔ ان کے پیچھے امیر لشکر اپنے والد کے گھوڑے پر سوار تھے۔

ثابت ہوا کہ حضورِ اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) کا ان پر اعتماد کرنا بلاوجہ نہ تھا۔ اسامہؓ کی فتح شام نے اہلِ اسلام پر شام کی فتوحات کے دروازے کھول دیے حتیٰ کہ عہدِ فاروقی میں سارے شام پر مسلمانوں کا قبضہ ہو گیا۔

وفات

اسامہؓ بن زید حضرت معاویہ کے زمانۂ امارت ۵۴ ھ میں تقریباً ساٹھ برس کی عمر میں فوت ہوئے۔

اولاد

اسامہؓ نے مختلف اوقات میں متعدد شادیاں کیں جن سے کثرت سے اولاد ہوئی تاہم ابنِ سعد کے مطابق ان کے لڑکوں اور لڑکیوں کی تعداد کسی زمانہ میں بیس سے زیادہ نہیں ہوئی۔

حضرت اسامہؓ کی اولاد کے بارے میں مندرجہ ذیل نام کتبِ سیَر میں ملتے ہیں۔

(۱) حسن (۲) حسین (۳) ابراہیم (۴) جبیر (۵) محمد (۶) خارجہ (۷) عائشہ (۸) ہندہ

حضرت اسامہؓ کی اولاد اور صحابہؓ

چونکہ آقائے دو جہاں صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم آپ کو محبوب و عزیز رکھتے تھے، اس لیے صحابۂ کرام بھی آپ کی بڑی عزت کرتے تھے۔ صرف یہی نہیں بلکہ آپ کی اولاد کا بھی احترام کرتے تھے۔ ایک دن ابنِ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک شخص کو مسجد کے گوشے میں دیکھا تو انھوں نے لوگوں سے فرمایا۔

"دیکھیں یہ کون ہے؟"

ان لوگوں میں سے کسی نے جواب دیا۔

"اے ابوعبدالرحمٰن! تم ان کو نہیں پہچانتے۔ یہ حضرت اسامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بیٹے محمد ہیں"۔

انھوں نے یہ سنا تو سر جھکا لیا اور کہا۔

"اگر ہمارے آقا و مولا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ان کو دیکھتے تو محبوب رکھتے"۔

بیویاں

حضرت اسامہؓ نے متعدد شادیاں کیں۔ ان کی بیویوں کے نام مندرجہ ذیل ہیں۔

(۱) زینب بنتِ طلحہ (۲) بنتِ نعیم (۳) درہ بنتِ عدی (۴) فاطمہ بنتِ قیس (۵) ام حکم بنتِ عتبہ (۶) بنتِ ابی ہمدان سہمی (۷) برزہ بنتِ رسعی

حضرت اسامہؓ اور حضرت عمرؓ

خلیفۂ دوم حضرت عمرؓ رضی اللہ عنہ نے آپ کا وظیفہ پانچ ہزار درہم مقرر فرمایا اور اپنے صاحبزادے حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا وظیفہ اڑھائی ہزار مقرر کیا۔ انہوں نے دریافت کیا تو ارشاد فرمایا۔

"آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو زید بن حارثہ اور ان کا بیٹا اسامہؓ تمہارے والد سے زیادہ عزیز تھے"۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے آخری ملاقات

یک شنبہ کو حضرت اسامہؓ جرف سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی عیادت کے لیے آئے تو اس وقت حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی طبیعت زیادہ ناساز تھی۔ اسامہؓ نے جھک کر آپؐ کو بوسہ دیا۔ اس پر حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

نے آنکھیں کھول کر اسامہؓ کی طرف دیکھا اور اپنے مبارک ہاتھ آسمان کی اٹھائے اور پھر اپنا دستِ مبارک حضرت اسامہؓ پر رکھ دیا۔ حضرت اسامہؓ کہتے ہیں کہ میں سمجھ گیا کہ حضورِ انور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم میرے لیے دعا فرما رہے ہیں۔ اس کے بعد اسامہؓ اپنے لشکر کی طرف گئے اور دوسرے دن دو شنبہ ۱۲ ربیع الاول کو پھر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طبیعت دیکھنے آئے۔

****

حضرت رو بل حبشی رضی اللہ عنہ

حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے صفر المظفر ۸ ہجری میں حضرت غالب بن عبداللہ لیثیؓ کو بنی الملوح کی طرف بنی کلب بن عوف کے ساتھ بھیجا اور حکم دیا کہ وہ سب مل کر ان پر حملہ کریں۔ جو بنی لیث میں سے تھے' وہ سب ساٹھ سوار تھے۔ اس لشکر میں رو بل حبشی بھی شامل تھے۔

حسبِ ارشاد وہ سب روانہ ہوئے۔ جب قدید کے مقام پر پہنچے تو وہاں حارث بن البرصا اللیثی ملا۔ مسلمانوں نے اسے پکڑ لیا۔ وہ بولا "میں تو صرف اسلام قبول کرنے کے ارادے سے آیا ہوں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہِ عالیہ میں حاضر ہونے کے لیے نکلا ہوں"۔ مسلمانوں نے کہا "اگر تم مسلمان ہو تو ایک دن اور ایک رات میں ہمارا لشکر تمہارا کوئی نقصان نہ کرے گا اور اگر تم اس کے خلاف ہوئے تو ہم تمہاری نگرانی کریں گے۔" حضرت غالب نے یہ کہا اور انہیں رسّی سے باندھ کر رو بل حبشیؓ کے سپرد کر دیا اور ان سے کہا "اگر یہ شخص تم سے جھگڑا کرے تو اس کا سر اڑا دینا" اور انھیں وہیں چھوڑ کر منزل کی طرف چل پڑے۔

غروبِ آفتاب کے وقت مسلمانوں کا چھوٹا سا لشکر الکدید پہنچا اور وادی کے

کنارے چھپ گیا۔ حضرت جندب بن مکیث الجہنی کو مخبری کے لیے روانہ کیا۔ وہ ایک بلند ٹیلے پر چلے گئے اور ایک چوٹی پر کروٹ کے بل لیٹ گئے اور قبیلہ کی نقل و حرکت کا جائزہ لینے لگے۔ تھوڑی دیر بعد ایک شخص اپنے خیمے سے نکلا اور اپنی عورت سے مخاطب ہو کر بولا۔ "میں اس پہاڑ پر ایسی سیاہی دیکھتا ہوں جو اس سے قبل مجھے کبھی دکھائی نہیں دی۔ اپنے برتنوں کو دیکھ کہیں کوئی جانور تیرے کسی برتن کو گھسیٹ کر اوپر نہ لے گئے ہوں"۔ عورت نے دیکھ بھالا اور بولی "میرا کوئی برتن چوری نہیں ہوا"۔ اب انھوں نے یکے بعد دیگرے دو تیر حضرت جندب کی طرف پھینکے جو انھیں لگے لیکن کیا مجال کہ انھوں نے ذرا برابر بھی اپنی جگہ سے جنبش کی ہو۔ پھر اس شخص نے کہا "اگر کوئی مخبر ہوتا تو یقیناً اپنی جگہ سے حرکت کرتا۔ میرے دونوں تیر ٹیلے میں گھس گئے ہیں۔ صبح جا کر لے آنا" اور خیمے کے اندر چلا گیا۔

رات بڑھ جانے کے بعد مسلمانوں نے ان پر یکدم حملہ کر دیا۔ لوگ افراتفری میں بھاگے۔ مسلمانوں نے ان کے جانوروں کو مالِ غنیمت بنایا اور واپس چل پڑے۔ راستے میں اس جگہ پہنچے جہاں وہ رو بل حبشی کو چھوڑ آئے تھے۔ وہ اب بھی وہیں موجود تھے۔ ان کے ہمراہ حارث بن البرصا لیثی بھی تھا۔ حضرت غالب نے انھیں ساتھ لیا اور واپس چل پڑے۔

ادھر بنو الملوح کے تمام قبائل نے جمع ہو کر ایک بڑا لشکر بنا لیا اور مسلمانوں کے تعاقب میں چل پڑے۔ راستے میں ایک نالہ تھا جو بالکل خشک پڑا تھا۔ مسلمان اس کے پار اتر گئے۔ اسی اثنا میں بنو الملوح کے لوگ ظاہر ہوئے۔ صاف نظر آ رہا تھا کہ وہ لوگ زیادہ ہیں اور لڑائی کی صورت میں وہ مسلمانوں کو گرفتار کر لیں گے۔ جب کفار نالے کے پاس پہنچے تو اچانک اللہ تعالیٰ نے سیلاب بھیج دیا اور نالہ پانی سے بھر گیا۔ حالانکہ نہ بارش ہوئی تھی اور نہ آسمان پر بادل کا نام و نشان تھا۔ تیز بہاؤ کی وجہ سے کفار اس نالے کو پار نہ کر سکے اور مسلمان اطمینان و سکون کے ساتھ واپس آ گئے۔

اس طرح یہ ثابت ہوا کہ سریہ میفہ میں روبل حبشی شامل تھے۔

حضرت زید رضی اللہ عنہ بن بولی

زید نام' ابویسار کنیت۔ حبشی تھے اور رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے آزاد کردہ غلام تھے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے انھیں غزوۂ ثعلبہ میں پایا تھا اور آزاد کر دیا تھا۔

ابوموسیٰ نے ابنِ مندہ پر استدراک کے لیے ان کا ذکر کیا ہے حالانکہ ان کا ذکر ابنِ مندہ کی کتاب میں موجود ہے۔ ابنِ مندہ نے صرف ان کا نسب چھوڑ دیا ہے اور ابوعمر نے بھی ان کا نسب بیان نہیں کیا۔ صرف ابونعیم نے ان کا نسب ذکر کیا ہے اور ابونعیم کی تتبع میں ابوموسیٰ نے بھی ذکر کر دیا ہے۔

بلالؓ بن یسار بن زید نے اپنے والد سے انھوں نے اپنے دادا زید سے جو رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے غلام تھے' روایت کی ہے۔ انھوں نے کہا میں نے رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جو شخص اَسْتَغْفِرُاللّٰہَ الَّذِیْ لَا اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْم کہے' اس کے گناہ معاف ہو جاتے ہیں اگرچہ وہ جہاد سے بھی بھاگا ہو۔

حضرت نابل الحبشی رضی اللہ عنہ

ابو احمد کہتے ہیں کہ حضرت نابلؓ کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی صحبت

نصیب ہوئی۔ ان کے بیٹے کا نام ایمنؓ تھا۔ ابنِ اثیر لکھتے ہیں کہ محمد ابنِ سیرین نے ایمن بن نابل المکی نے اپنے والد سے روایت کی کہ ایک بدو نے حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمت میں دو اونٹنیاں تحفے کے طور پر پیش کیں۔ آپ (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) نے انھیں واپس کرنا چاہا مگر وہ رضامند نہ ہوا۔ تب حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میں نے تہیہ کر رکھا ہے کہ میں سوائے قریش' انصار اور بنو ثقیف کے کسی اور سے ہدیہ قبول نہیں کرنا۔ ایک جماعت نے بکار سے روایت کی ہے۔ ابوموسیٰ نے بھی اس کی تخریج کی ہے۔

حضرت شقران صالح حبشی رضی اللہ عنہ

نام و نسب

"غلامانِ محمدؐ" میں لکھا ہے کہ ان کا نام صالح' لقب شقران اور والد کا نام عدی تھا۔ ابنِ قتیبہ لکھتے ہیں کہ ان کا نام صالح تھا۔ مشہور ہے کہ ان کے باپ انھیں عدی کہا کرتے تھے۔ ان کے قصہ میں اختلاف کیا گیا ہے۔ حبشی نژاد تھے۔ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف کے غلام تھے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام

بعضوں کا بیان ہے کہ وہ پہلے عبدالرحمٰن بن عوف کے مملوک تھے۔ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ان سے خرید کر انھیں آزادی عطا کی تھی۔

ابن قتیبہ لکھتے ہیں کہ مجھ سے زید بن اخرم نے کہا ہے' انھوں نے عبداللہ بن داؤد سے سنا تھا کہ "شقران" رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو میراثِ پدر

میں ملے تھے۔

محمد احمد پانی پتی اپنی کتاب "غلامانِ محمدؐ" میں حضرت شقرانؓ صالح حبشی کے بارے میں لکھتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو ان کی عادات و اطوار اس قدر پسند آئے کہ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے انھیں قیمت دے کر خرید لیا لیکن بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ نے انہیں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں بطورِ ہدیہ پیش کیا تھا۔ ابنِ اثیر لکھتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے انہیں حضرت عبدالرحمٰن بن عوف سے خریدا تھا اور جنگِ بدر کے بعد ان کو آزاد کر دیا تھا۔ مولانا شاہ معین الدین لکھتے ہیں کہ غزوۂ بدر میں اپنی ڈیوٹی صحیح طریقے سے نبھانے ان کی احتیاط و مستعدی سے خوش ہو کر آپ (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) نے انہیں آزاد کر دیا تھا۔

اہلِ صُفّہ میں شریک

حضرت جعفر صادق کے بیان کے مطابق حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کے غلام شقرانؓ بھی اہلِ صفہ میں شامل ہیں۔

غزوۂ بدر میں شریک

عبداللہ بن محمد بن عبدالوہاب "مختصر سیرۃ الرسول" میں غزوۂ بدر میں شریک تمام صحابہ کا ذکر کرتے ہیں اور ان صحابہ کے ذکر میں حضرت شقران صالح کے بارے میں لکھتے ہیں کہ بعض نے بدریوں میں ان کا ذکر کیا ہے۔

اموالِ غنیمت اور قیدیوں کے محافظ اور نگران

ہجرتِ مدینہ کے بعد جب کفار سے جنگیں شروع ہوئیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے انھیں اموالِ غنیمت اور قیدیوں کی حفاظت و نگرانی کا کام سپرد

فرمایا۔ چونکہ یہ غلام تھے اس لیے مالِ غنیمت میں تو ان کا حصہ نہیں لگایا جاتا تھا لیکن جن لوگوں کے قیدیوں کی نگرانی کرتے تھے، وہ انھیں معاوضہ دیتے تھے۔ چنانچہ غزوۂ بدر میں انہیں اس قدر مال بطورِ معاوضہ ملا کہ مالِ غنیمت میں حصہ پانے والوں میں سے کسی شخص کو بھی اتنا مال نہ ملا تھا۔

غزوۂ مریسیع میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے انہیں شکست خوردہ لشکر کے مال و اسباب، سامانِ جنگ، مویشیوں، عورتوں اور بچوں کو جمع کرنے کے کام پر مقرر فرمایا اور انھوں نے بحسن و خوبی یہ خدمت سرانجام دی۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ان کو غزوۂ مریسیع میں اموالِ غنیمت کے جمع کرنے اور بدر میں قیدیوں کی دیکھ بھال کرنے پر متعین کیا تھا۔ انھوں نے قیدیوں کی نگرانی اس نرمی اور ملاطفت سے کی کہ ان سب قیدیوں نے ان کو اس قدر معاوضہ دیا کہ مالِ غنیمت میں سے جن کو حصہ ملا تھا حضرت شقرانؓ صالح ان سب سے اچھے رہے۔

حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے حبشی غلام صالح شقرانؓ غزوۂ بدر (رمضان ۲ ھ) میں خمس کے افسر تھے اور غزوہ مریسیع (شعبان ۵ ھ) میں اموالِ غنیمت کے افسر تھے۔

راویٔ حدیث

حضرت شقران سے بعض احادیث بھی مروی ہیں۔ عبیداللہ بن ابی رافع نے ان سے روایت کی ہے۔

عبداللہ بن احمد بن حنبل نے اپنے والد سے سنا، انھوں نے اسود بن عامر سے انھوں نے مسلم بن خالد سے انھوں نے عمرو بن یحییٰ مازنی سے انھوں نے اپنے والد سے، انھوں نے شقرانؓ سے روایت کی ہے کہ میں نے (شقران نے) رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو دیکھا کہ آپ گدھے پر سوار خیبر کی طرف جا رہے تھے اور

اشارے سے نماز پڑھتے تھے۔

مختصر حالات

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے وصال کے بعد حضرت ثوبانؓ کہاں رہے؟ اس میں اختلاف ہے۔ بغوی فرماتے ہیں کہ مدینہ میں قیام رہا اور بعضوں کا خیال ہے کہ بصرہ چلے گئے۔ ٹھیک سے معلوم نہ ہونے کی وجہ سے ان کی جائے وفات اور وقتِ وفات بھی معلوم نہیں ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وصیت

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم حضرت ثوبان کی حسنِ خدمات سے اتنے خوش تھے کہ آپؐ نے وفات کے وقت خاص طور پر ان کے ساتھ حسنِ سلوک سے پیش آنے کی وصیت فرمائی تھی۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی آخری خدمت میں شریک

حضرت ثوبانؓ کو یہ سعادت نصیب ہوئی کہ آپ اہلِ بیت کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی تجہیز و تکفین میں شریک تھے۔ جب حضور سرورِ کائنات (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) کا جسمِ مطہر زمین کے سپرد کیا گیا تو اس وقت حضرت ثوبانؓ اس چادر کو تھامے ہوئے تھے جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زیبِ بدن تھی۔ یہ آخری خدمت تھی جو اس جاں نثار غلام نے اپنے شفیق آقا (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) کے لیے انجام دی۔

صحابہؓ بھی ان کا احترام کرتے تھے

صحابہ حضرت ثوبانؓ کو عزت و احترام کی جن نظروں سے دیکھتے تھے، اس کا

اندازہ اس امر سے ہو سکتا ہے کہ ان کے لڑکے عبدالرحمٰن کو حضرت عمرؓ نے حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ کے پاس بھیجا اور انہیں ابو موسیٰ کے نام ایک خط بھی دیا جس میں لکھا تھا کہ تمھارے پاس عبدالرحمٰن بن ثوبان مولیٰ رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو بھیج رہا ہوں۔ ثوبانؓ رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو بہت محبوب تھے۔ تم بھی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے تعلق کا لحاظ رکھتے ہوئے ان سے بہت عزت و احترام سے پیش آنا۔

وفات

ان کی اسی احتیاط و مستعدی سے خوش ہو کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے انہیں آزاد کر دیا۔ آخری عمر میں کہاں رہے، اس بات میں اختلاف ہے کہ حضرت ثوبان صالحؒ نے مدینہ میں سکونت اختیار کی یا بصرہ میں ٹھہرے کیونکہ ان کا ایک مکان بصرہ میں بھی تھا۔

اولاد

ثوبان کی نسل کے آخری شخص مدینہ میں بعہدِ خلافتِ ہارون الرشید تھے۔ بصرہ میں ان کی نسل کا ایک شخص تھا۔ مصعب نے کہا ہے کہ میں نہیں جانتا کہ انھوں نے کوئی اولاد چھوڑی تھی یا نہیں۔

****

حضرت برکہ حبشیہ رضی اللہ عنہا

یہ ایک حبشی لونڈی تھیں اور ام المؤمنین حضرت ام حبیبہؓ کے ساتھ حبشہ

سے آئی تھیں۔

****

حضرت ابو ثعلبہ حبشی رضی اللہ عنہ

طالب ہاشمی لکھتے ہیں کہ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی لختِ جگر حضرت فاطمہؓ زہرا کی ایک کنیز تھیں جن کا نام فضہؓ تھا۔ یہ حضرت فاطمہؓ سلام اللہ علیہا کے ساتھ گھر کا کام کاج کیا کرتی تھیں۔ علامہ طبری کا بیان ہے کہ حضرت فاطمہؓ کی وفات پر حضرت فضہؓ ان کے غسل میں بھی شریک تھیں اور جب سیدہ فاطمہؓ کا جنازہ اٹھنے لگا تو حضرت علیؓ نے بچوں کو آواز دے کر کہا۔ اے ام کلثومؓ' اے زینبؓ' اے فضہؓ' اے حسنؓ' اے حسینؓ آؤ اور اپنی ماں کا آخری دیدار کر لو کہ تمہاری اب ان سے جنت میں ہی ملاقات ہو گی۔ گویا حضرت علیؓ کے نزدیک حضرت فضہؓ ان کے گھر کے ایک فرد کی طرح تھیں۔ حضرت فاطمہؓ کی وفات کے بعد حضرت علیؓ نے حضرت فضہؓ کا نکاح ابو ثعلبہؓ حبشی سے کر دیا تھا۔ ان سے ایک لڑکا پیدا ہوا' ابو ثعلبہؓ کے انتقال کے بعد ان کا دوسرا نکاح ابو سلیک غطفانی سے ہوا۔ بعض کے مطابق حضرت فضہؓ کی ایک لڑکی اور پانچ لڑکے تھے۔

حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے صحابہؓ کرام میں حضرت ابو ثعلبہؓ حبشی کے بجائے حضرت ابو ثعلبہؓ خشنی کا تذکرہ ملتا ہے۔ ان کا تعلق بنو قضاعہ کی ایک شاخ خشین سے تھا۔ اسی نسبت سے انہیں خشنی کہا جاتا ہے۔ ازواج اور اولاد کے بارے میں کچھ معلومات نہیں ملتیں۔ صرف اتنا معلوم ہوا ہے کہ یہ لوگوں سے اکثر کہا کرتے تھے' مجھے امید ہے کہ خدا مجھے لوگوں کی طرح ایڑیاں رگڑا رگڑا کر دنیا سے نہیں اٹھائے گا۔ خدا تعالیٰ نے اپنے اس بندے کی دعا قبول کی اور ایک دن یہ نماز پڑھ

رہے تھے اور قریب ہی ان کی بیٹی سو رہی تھیں۔ بیٹی نے خواب میں دیکھا کہ اس کے والد فوت ہو گئے ہیں۔ وہ ہڑبڑا کر اٹھیں اور باپ کو پکارا۔ جواب میں حضرت ابو ثعلبہؓ نے جواب دیا "بیٹی میں نماز پڑھ رہا ہوں"۔ تھوڑی دیر بعد بیٹی نے پھر آواز دی اور کوئی جواب نہ پا کر دیکھا تو یہ انتقال فرما چکے تھے۔

ان کے تذکرے سے یہ بات معلوم نہیں ہوتی کہ حضرت فضہؓ کے شوہر یہی تھے یا کوئی اور تھے۔

****

حضرت عامرؓ بن فہیرہ رضی اللہ عنہ

نام و نسب

ان کا نام عامر اور کنیت ابو عمرو تھی۔ حضرت عامر بن فہیرہؓ کے والد کا نام فہیرہ تھا اور یہ طفیل بن عبداللہ کے غلام تھے۔ طفیل بن عبداللہ حضرت عائشہؓ کے اخیافی بھائی اور ام رومانؓ کے بیٹے تھے اور قبیلہ ازد سے تعلق رکھتے تھے۔

ظاہری اور باطنی حسن

حضرت عامر بن فہیرہ صورتِ ظاہری کے لحاظ سے گو سیاہ فام حبشی تھے مگر ذاتی وجاہت کا یہ حال تھا کہ چونتیس سالہ زندگی کا زیادہ حصہ ستم پیشہ آقاؤں کی غلامی میں بسر ہوا لیکن فطری جوہرِ اخلاق ان ظاہر فریب آرائشوں کا محتاج نہیں۔ انھوں نے گوناگوں مسائل و مظالم کے مقابلے میں جس طرح استقلال اور استقامت کا اظہار فرمایا' وہ یقیناً ان کی دستارِ فضل کا خوش نما طرّہ ہے۔

عامرؓ کا قبولِ اسلام

اسلام قبول کرنے کے جرم میں دوسرے لوگوں اور غلاموں کی طرح حضرت عامر بن فہیرہؓ کو بھی شدید اذیتیں دی گئیں۔ بدن کو لوہے کی سلاخوں سے داغ دیا گیا۔ تپتی ہوئی ریت پر لوہے کی زرہیں پہنا کر لٹایا گیا۔ بدن پر بھاری بھاری پتھر رکھے گئے۔ غرض جو جو اذیتیں دی جا سکتی تھیں، کفار نے انھیں دیں مگر انھوں نے بڑی پامردی، استقلال اور جواں مردی کے ساتھ ان سب کا مقابلہ کیا اور اسلام کا دامن مضبوطی سے پکڑے رکھا۔ حضرت ابوبکرؓ صدیق ایک نہائت نرم دل انسان تھے، ان سے غلاموں کی یہ حالت دیکھی نہ جاتی تھی اس لیے وہ ان مسلمان غلاموں کو کفار سے خرید کر آزاد کر دیا کرتے تھے۔ اسی طرح جب انھوں نے حضرت عامر بن فہیرہؓ کی یہ حالت دیکھی تو دیگر غلاموں کی طرح انھیں بھی خرید کر آزاد کر دیا۔ آزادی کے بعد شکم پروری کے لیے حضرت عامرؓ کو کام کی ضرورت تھی، اب کفار کے ماتحت کام کرنا انھیں پسند نہ تھا اور نہ ہی کفار ان سے کام لینا چاہتے تھے۔ اس لیے حضرت عامر بن فہیرہؓ حضرت ابوبکرؓ صدیق کی خدمت میں رہے اور ان کی بکریاں چرانے کی خدمت اپنے ذمہ لے لی۔

بہت سے راوی جن میں سے ایک "ریاشی" ہیں، بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابوبکرؓ صدیق نے سات اشخاص کو آزاد کیا تھا۔ ان سبھوں کو کفار اسلام قبول کرنے کی وجہ سے اذیت دیتے تھے۔ ان میں عامرؓ بن فہیرہ کے علاوہ حضرت بلالؓ، ام عنبسؓ، بنی عمرو بن موئل کی ایک لونڈی نہدیہ اور اس کی بیٹی بھی شامل ہیں۔

فضائل

حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے حضرت عامر بن فہیرہؓ کو نازک سے نازک موقع پر اپنا معتمد بنایا۔

حضرت عامر بن فہیرہ اخلاص فی الدین، زُہد و اتقا، شغفِ قرآن اور حُبِ رسول (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) کے اعتبار سے ایک مثالی حیثیت رکھتے تھے۔ انوارِ رسالت

کی تجلیوں نے ان کے قلب و دماغ کو ایسا منور کیا تھا کہ خاصانِ خدا میں شامل ہو گئے تھے۔ رحمتِ دو عالم صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم سے والہانہ محبت اور عقیدت تھی اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے معمولی اشارے پر اپنی جان راہ حق میں قربان کرنے کے لیے تیار رہتے تھے۔

کاتبِ رسولِ خدا (صلی اللہ علیہ وسلم)

کفارِ مکہ نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور حضرت ابوبکر کی تلاش کے لیے انعام رکھا۔ اس سلسلے میں سراقہ بن مالک جعشمی تلاش میں نکلا۔ اس نے آپؐ کو دیکھ لیا اور گھوڑا دوڑا کر قریب آگیا مگر اس کے گھوڑے نے ٹھوکر کھائی اور گر پڑا۔ وہ دوبارہ گھوڑے پر سوار ہوا اور آگے بڑھا۔ اس بار گھوڑے کے پاؤں گھٹنوں تک زمین میں دھنس گئے۔ وہ گھوڑے سے اتر پڑا۔ مکرر تجربے نے اس کی ہمت پست کر دی اور یقین ہو گیا کہ یہ کچھ اور آثار ہیں چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے درخواست کی کہ مجھ کو امان کی تحریر لکھ دیجیے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے حکم کے مطابق حضرت عامر بن فہیرہ نے چمڑے کے ایک ٹکڑے پر فرمانِ امن لکھ دیا۔

المزی، ابن کثیر، العراقی، ابن سید الناس اور الانصاری وغیرہ نے ان کا اسمِ گرامی کاتبینِ نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے شمار کیا ہے۔ مسندِ امام احمد میں ہے کہ سفرِ ہجرت میں حضور نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے سراقہ بن مالک کو جو امان نامہ لکھ کر دیا، وہ عامر بن فہیرہ نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے حکم پر لکھا۔ سراقہ خود کہتے ہیں "میں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو امان نامہ لکھ دینے کی درخواست کی تو آپؐ نے عامر بن فہیرہ کو ارشاد فرمایا۔ انھوں نے چمڑے کے ایک ٹکڑے پر وہ امان نامہ تحریر کر دیا"۔

حضرت عامر بن فہیرہ کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے سکریٹری یعنی کاتبِ رسول (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) بننے کا شرف حاصل ہے۔ یہ حضور صلی اللہ علیہ

وآلہٖ وسلم کے خطوط لکھنے والوں میں شامل ہیں۔

ہجرتِ مدینہ اور عامرؓ

ہجرتِ مدینہ کے وقت جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ابوبکر صدیقؓ کے ساتھ غارِ ثور میں ٹھہرے تو اس موقع پر حضرت ابوبکر کے غلام عامر بن فہیرہ دن بھر بکریاں چَراتے اور جب رات کا ایک حصہ گزر جاتا تو بکریاں لے کر غارِ ثور میں ان کے پاس پہنچ جاتے۔ اس طرح حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور حضرت ابوبکرؓ صدیق بکریوں کا دودھ پی لیتے۔ صبح تڑکے ہی عامرؓ بن فہیرہ بکریاں ہانک کے چل دیتے۔ عامرؓ بن فہیرہ ہر رات بکریاں لاتے تاکہ ان کا دودھ لیا جا سکے اور ضرورت کے تحت ذبح بھی کی جا سکیں۔ اور صبح سویرے جا کر دوسرے لوگوں کے چرواہوں میں شامل ہو جاتے تاکہ ان کے متعلق معلوم نہ ہو سکے۔ جب اس معاملے میں لوگوں کی آوازیں دھیمی پڑ گئیں اور معلوم ہو گیا کہ مکے والے تھک ہار کے خاموش ہو کر بیٹھ گئے ہیں تو حضرت ابوبکر کے بیٹے عبداللہ اور عامر بن فہیرہ دو اونٹ لے کر آ گئے۔ ان اونٹوں پر سوار ہو کے مدینہ کی طرف سفر کیا گیا۔

غارِ ثور اور عامرؓ کی خدمت

حضرت عبداللہ بن ابوبکر مکہ والوں کی خبریں غارِ ثور میں جا کر حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور حضرت ابوبکر کو بتاتے۔ واپسی پر حضرت عبداللہ کے پیچھے پیچھے حضرت عامر بن فہیرہ اپنی بکریوں کا ریوڑ لے کر انہی کے راستے پر چلتے تاکہ عبداللہ کے قدموں کے نشانات مٹ جائیں اور کوئی قدم شناس یہ نہ سمجھ سکے کہ عبداللہ کہاں گئے تھے۔

اسما بنتِ ابوبکر اور عبدالرحمٰن بن ابوبکر وغیرہ یعنی خاندانِ صدیق کے آنے والوں کے قدموں کے نشان پر حضرت عامر بن فہیرہ ریوڑ پھرا کر مٹاتے جاتے تھے۔

غزوات میں شرکت

انہیں غزوۂ بدر اور غزوۂ اُحد میں شرکت اور بیرِ معونہ میں شریک ہونے کا شرف بھی حاصل ہوا۔ رمضان المبارک ۲ ھ میں حق و باطل کا پہلا معرکہ بدر کے میدان میں پیش آیا تو اس جنگ میں حضرت عامر بن فہیرہؓ بڑے شوق سے شریک ہوئے اور پرستارانِ باطل کے خلاف خوب خوب دادِ شجاعت دی۔ اگلے برس غزوۂ اُحد میں بھی حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ہم رکابی کا شرف حاصل کیا اور بڑی بہادری سے لڑے۔

بیرِ معونہ

ابو براء کلابی کی استدعا پر ستّر صحابہ کی جماعت تبلیغ کے لیے گئی۔ اس جماعت کے اکثر اراکین اصحابِ صُفّہ میں سے تھے اور "قرّا" یعنی قرآن پڑھنے والے کے لقب سے مشہور تھے۔ حضرت عامر بن فہیرہؓ بھی اس مقدس جماعت میں شامل تھے۔ جب یہ اصحاب بیرِ معونہ کے مقام پر پہنچے تو بنو کلاب کے سردار عامر بن طفیل نے غداری کی اور قبائل رِعل و ذکوان کے مشرکین کو ساتھ لے کر ان پاکباز اصحاب پر حملہ کر دیا جو انھیں ہدایت اور نجات کا راستہ بتانے کے لیے آئے تھے۔

صحیح بخاری میں ہے کہ حضرت عَمرؓو بن امیہ ضمری کو مشرکین نے زندہ گرفتار کر لیا تھا اور پھر عامر بن طفیل نے اپنی ماں کی ایک منت پوری کرنے کے لیے انھیں رہا کر دیا۔

مدینۂ طیّبہ کے پہلے بیمار

مہاجرین کو شروع شروع میں مدینہ کی آب و ہوا موافق نہ آئی اور وہ بخار میں مبتلا ہو گئے۔ حضرت عامر بن فہیرہ اور حضرت ابوبکر صدیق کو بخار نے آ لیا۔ محمد

احمد پانی پتی اپنی کتاب "غلامانِ محمد (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم)" میں لکھتے ہیں کہ حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے ان کی بیمار پُرسی کرنے کی اجازت مانگی۔ پردہ کا حکم اس وقت نازل نہ ہوا تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے مجھے اجازت دے دی۔ چنانچہ میں ان بیماروں کی عیادت کے لیے گئی جو اتفاق سے ایک ہی گھر میں رہتے تھے۔ سب سے پہلے میں اپنے والد حضرت ابوبکرؓ کے پاس پہنچی اور کہا:

"ابا جان! آپ کا کیا حال ہے؟"

اس وقت انہیں سخت بخار چڑھا ہوا تھا۔ میرے پوچھنے پر انھوں نے یہ شعر پڑھا۔

کل امری مصبح فی اھلہ
والموت ادنی من شراک نعلہ

(ہر آدمی اپنے اہل و عیال کے درمیان صبح کرنے والا ہے اور موت اس کے جوتے کے تسمے سے بھی زیادہ اس کے قریب ہے)

میں نے اپنے دل میں کہا۔ "والد کو کچھ پتا نہیں کہ وہ کیا کہہ رہے ہیں۔"

اس کے بعد میں عامرؓ بن فہیرہ کے پاس گئی۔ ان کی مزاج پرسی کی۔ وہ کہنے لگے:

لقد وجد ت الموت قبل ذوقہ
ان الجبان حتفہ من فوقہ
کل امری مجاھد بطوقہ
کالثور یحمی انفہ بروقہ

(میں نے موت کا مزا چکھنے سے پہلے ہی اسے پا لیا ہے۔ بزدل کی موت اوپر سے آتی ہے۔ ہر ایک آدمی اپنی طاقت کے موافق جدوجہد کرتا ہے۔ جس طرح بیل اپنے سینگوں کے ذریعے اپنی حفاظت کرتا ہے)

میں نے کہا۔ "عامر بھی اپنے ہوش میں نہیں ہیں۔"

بلالؓ کو جس وقت زور کا بخار چڑھتا تو وہ یہ اشعار پڑھتے۔

الالیت شعری ھل ابیتن لیلہ
بوادو حولی اذخرو جلیل
وھل اردون یوما میاہ مجنہ
وھل یبدون لی شامہ و طفیل

(کاش مجھے معلوم ہوتا کہ کوئی وقت ایسا بھی آئے گا جب میں وادیٔ مکہ میں رات گزاروں گا اور میرے اردگرد اذخر اور جلیل کی خوشبودار گھاس ہو گی اور کاش کوئی دن ایسا بھی میسر ہو جب میں مجنہ کے چشمے سے پانی پیوں اور شامہ اور طفیل کی پہاڑیاں میری نظروں کے سامنے ہوں)

حضرت عائشہؓ کہتی ہیں کہ میں نے واپس آ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے سب حال بیان کیا اور کہا کہ بخار کی وجہ سے کسی کو اپنا ہوش نہیں ہے اور سب بیہوشی میں باتیں کر رہے ہیں۔ یہ سن کے رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا:

"اے اللہ! ہمارے دلوں میں مکہ کی طرح مدینہ کی محبت بھی ڈال دے بلکہ اس سے زیادہ مدینہ کی آب و ہوا کو درست کر دے۔ اس کے مد اور صاع میں برکت ڈال دے اور اس میں پیدا ہونے والے بخار کو جحفہ میں منتقل کر دے۔"

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی دعا قبول ہوئی۔ مدینہ کی آب و ہوا بیماریوں سے پاک ہو گئی اور حضرت عامر بن فہیرہ اور دیگر مہاجرین تندرست ہو گئے۔

عامرؓ کی شہادت

حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے صفر ۲ھ میں قبیلۂ کلاب کے سردار ابوبرا کلابی کی درخواست پر ستّر قاریوں کی ایک جماعت کو تبلیغ و ارشاد کے لیے بھیجا۔ ان ستّر قاریوں میں حضرت عامرؓ بن فہیرہ بھی شامل تھے۔ قبیلۂ رعل اور قبیلۂ ذکوان نے غداری کے ساتھ اس تمام جماعت کو شہید کر دیا، صرف دو صحابی بچ سکے۔ ان میں

ایک کعب بن زید تھے جن کو کافر مردہ سمجھ کر چھوڑ گئے تھے۔ حالانکہ ان میں جان باقی تھی اور دوسرے عَمرو بن امیہ ضمری جو اس وقت اونٹوں کو چَرانے کی غرض سے جماعت سے الگ تھے۔ جب عَمرو بن امیہ ضمری اونٹوں کو چَرانے کے بعد واپس آئے تو کفار نے ان کو گرفتار کر لیا۔ مگر بعد میں عامر بن طفیل نے ایک نذر پوری کرنے کے لیے ان کو چھوڑ دیا۔

عامرؓ کا مدفن

جب عَمرو بن امیہ ضمری قید کر لیے گئے تو عامر بن طفیل نے ایک لاش کی طرف اشارہ کر کے دریافت کیا کہ یہ کس کی لاش ہے۔ عَمرو بن امیہ نے جواب دیا' یہ حضرت عامر بن فہیرہ ہیں۔ عامر بن طفیل نے کہا' میں نے ان کو شہادت کے بعد دیکھا کہ آسمان کی طرف اٹھا لیے گئے تھے۔ یہاں تک کہ میں نے ان کو زمین و آسمان کے درمیان معلق دیکھا تھا اور پھر نیچے رکھ دیے گئے تھے۔ ان کی نعش مبارک مقتولوں کو نہ مل سکی۔

حضرت عروہ سے مروی ہے کہ ان شہداءِ کرام میں حضرت عامر کی نعش تلاش کی گئی تو نہیں ملی۔ اس پر لوگوں کو خیال ہُوا کہ فرشتے اس کو اٹھا کر لے گئے یا انھوں نے تدفین کر دی۔ حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو ان صحابہؓ کی شہادت کا بڑا صدمہ ہوا۔

اُسدالغابہ میں حضرت عروہ کا یہ بیان درج ہے کہ شہداءِ بیرِ معونہ میں حضرت عامر بن فہیرہ کی نعش نہیں ملی۔ اس پر لوگوں نے خیال کیا کہ ان کی نعش کو فرشتے اٹھا کر لے گئے۔ ایک روایت میں ہے کہ واقعۂ شہادت کے بعد عامر بن طفیل کلابی نے حضرت عَمرو بن امیہ ضمری سے پوچھا کہ کیا تو اپنے سب ساتھیوں کو پہچانتا ہے۔ انھوں نے اقرار کیا تو عامر بن طفیل ان کو ساتھ لے کر شہدا کی لاشوں کے درمیان پھرنے لگا۔ وہ حضرت عمرو سے ہر ایک شہید کا نام و نسب دریافت کرتا جاتا تھا۔ جب سب

لاشوں کا نام و نسب دریافت کر چکا تو حضرت عَمرو سے پوچھا' ان میں کوئی کم ہے یا سب کی لاشیں موجود ہیں۔ حضرت عَمرو نے فرمایا' ان میں عامر بن فہیرہ نہیں ہیں۔ عامر بن طفیل نے پوچھا' تم لوگوں میں وہ شخص کیسا تھا۔ حضرت عَمرو بن امیہ نے فرمایا' وہ ہم لوگوں میں سب سے افضل اور ہمارے نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے اولین صحابہ میں سے تھے۔ یہ سن کر عامر بن طفیل نے جبار بن سلمی کی طرف اشارہ کر کے کہا' اس نے عامر بن فہیرہ کو نیزے کی ضرب لگائی۔ جب نیزے کو ان کے جسم سے کھینچا تو ایک شخص مقتول کو اٹھا کر آسمان کی طرف لے گیا۔ اس کے بعد میں نے اس کو نہیں دیکھا۔ حضرت عمرو فوراً پکار اٹھے۔ فَلِكَ عَامِرُ بنِ فُهَيْرَه (وہ عامر بن فہیرہ ہی تھے اور وہ ایسے ہی شخص تھے)

امام ابن المبارک اور امام عبدالرزاق کی روایت میں ہے کہ مقتولین میں ان کی لاش نہیں ملی تھی۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو عامرؓ کی شہادت کی اطلاع ملی

پس حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو اس واقعے سے اللہ تعالیٰ نے مطلع فرما دیا۔ تو آپ (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) نے صحابہ سے فرمایا کہ تمھارے بھائی جامِ شہادت نوش کر گئے ہیں اور انھوں نے آخری وقت اپنے پروردگار سے یہ دعا کی تھی کہ ہمارے بھائیوں کو اس بات کی خبر پہنچا دی جائے کہ تُو ہم سے راضی ہے اور ہم تجھ سے راضی ہیں۔

قاتل کا قبولِ اسلام

حضرت عامر بن فہیرہ کو جبار بن سلمی نے شہید کیا تھا۔ جبار بعد میں مسلمان ہو گئے۔ وہ اپنے مسلمان ہونے کی وجہ یہ بیان کرتے تھے کہ جب میں نے عامر بن فہیرہ کو شہید کیا تو ان کے منہ سے بے اختیار نکلا "خدا کی قسم میں تو اپنی مراد کو پہنچ

گیا"۔ جبار کہتے ہیں کہ میں یہ الفاظ سن کر سخت حیران ہوا کہ میں نے تو اس شخص کو قتل کر دیا ہے اور یہ کہہ رہا ہے کہ میں اپنی مراد کو پہنچ گیا ہوں۔ یہ کیا بات ہے۔ چنانچہ میں نے بعد میں لوگوں سے اس کی وجہ پوچھی تو مجھے معلوم ہوا کہ مسلمان لوگ خدا کے راستے میں جان دینے کو اپنی سب سے بڑی کامیابی خیال کرتے ہیں۔ اس بات کا میری طبیعت پر ایسا اثر ہوا کہ میں اسی اثر کے تحت مسلمان ہو گیا۔

عمر مبارک

شہادت کے وقت حضرت عامر بن فہیرہ کی عمر بہ اختلافِ روایت چونتیس یا چالیس برس کی تھی۔ انھوں نے اپنے پیچھے کوئی اولاد نہیں چھوڑی۔

****

حضرت انجشہ رضی اللہ عنہ

یہ ایک حبشی غلام تھے۔ ان کی آواز بہت عمدہ تھی۔ حجۃ الوداع میں انھوں نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ازواج کی سواریوں کے لیے حدا پڑھی تو اونٹ تیز چلنے لگے (شتربان کچھ اشعار خوش الحانی سے پڑھتے ہیں تو اونٹ مستی میں آکر تیز چلنے لگتا ہے۔ اس گانے کو حدا کہتے ہیں)۔ نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ اے انجشہؓ آہستہ چلاؤ۔ کمزور مخلوق (عورتوں) پر نرمی کرو۔ ایک دوسری روایت میں یوں ہے کہ ایک شخص اونٹوں کو ہانکا کرتے تھے۔ ان کا نام انجشہ تھا۔ ایک مرتبہ انھوں نے اُمہات المؤمنین کے اونٹوں کو ہانکا تو وہ بہت تیز چلنے لگے۔ تب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ اے انجشہ کمزور مخلوق پر نرمی کرو۔

بہرحال، واقعہ ہے کہ یہ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے حبشی غلام

تھے۔ ان کی آواز سُریلی ہونے کی وجہ سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے انھیں حُدی خوانی کا کام سپرد کیا ہوا تھا۔

حضرت اسودؓ حبشی رضی اللہ عنہ

حضرت اسودؓ حبشی نے نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے صورتوں اور رنگوں کی بابت دریافت کیا تھا۔ روایت میں ہے کہ ایک حبش کا رہنے والا شخص یعنی حضرت اسودؓ حبشی رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے پاس حاضر ہوئے اور فرمایا یا رسولَ اللہ صلی اللہ علیکَ وسلم! آپؐ کو ہمارے اوپر رنگ اور نبوت کے اعتبار سے فضیلت دی گئی ہے۔ بھلا اگر میں بھی اس چیز پر ایمان لاؤں جس طرح آپ اس پر ایمان لائے ہیں اور میں بھی ویسے ہی کام کروں جیسے آپ کرتے ہیں تو کیا میں جنت میں آپ کے ہمراہ ہوں گا۔ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ قسم ہے اس کی جس ہاتھ میں میری جان ہے کہ اسودؓ کے چہرہ کی چمک جنت میں ہزار سال کی مسافت سے معلوم ہو گی۔ یہ سنتے ہی حضرت اسودؓ رونے لگے اور روتے روتے فوت ہو گئے۔ پھر انھیں نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے دفن کیا اور اپنے ہاتھوں سے قبر میں اتارا۔

****

حضرت عرار رضی اللہ عنہ

نام و نسب

حضرت عرارؓ کا رنگ سیاہ تھا۔ ان کے والد حضرت عمرو ابن شاس بن عبید بن ثعلبہ تھے۔ لوگ ان کو تمیمی کہتے ہیں۔ حضرت عمروؓ قبیلہ بنی الحجاشع بن دارم سے تھے اور بنی تمیم کے وفد کے ساتھ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تھے۔ یہ حدیبیہ میں شریک تھے۔

حضرت عرارؓ کے اشعار

حضرت عرارؓ کے والد حضرت عمروؓ شعر بہت عمدہ کہتے تھے۔ ان کی بی بی اُمِ حسان اپنے سوتیلے بیٹے عرارؓ سے ناخوش رہا کرتی تھیں اور ان کو ستایا کرتی تھیں۔ حضرت عمروؓ اُمِ حسان کو ان سے منع کیا کرتے تھے مگر وہ نہ مانتی تھیں۔ چنانچہ انھوں نے کچھ اشعار کہے جن کا ترجمہ یہ ہے:

☆ اس نے عرارؓ کو ذلیل کرنے کا ارادہ کیا حالانکہ قسم اپنی جان کی جو عرارؓ کو ذلیل کرنا چاہے وہ ظالم ہے۔ اے اُمِ حسان اگر تو میری ہے اور میرے ساتھ رہنا چاہتی ہے تو مثل آفتاب کے ہو جا جس کی روشنی سے چرّے بنتے ہیں ورنہ میں مثل سوار ناقہ کے علیحدہ ہو کر چل دوں گا جس کی رفتار میں سستی نہ ہو۔

حضرت عمروؓ چاہتے تھے کہ اپنے بیٹے اور اپنی بی بی کے درمیان صلح کروا دیں مگر یہ نہ ہوا لہٰذا انھوں نے اپنی بی بی کو طلاق دے دی۔ اس کے بعد اپنے اس فعل پر نادم ہوئے اور یہ اشعار کہے۔

☆ جب میں اُمِ حسان کو یاد کرتا ہوں تو میرے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ افسوس مجھے کام کر چکنے کے بعد اصل حال معلوم ہوا۔ اب میں اس کو یاد کرتا ہوں حالانکہ اب میرے اور اس کے درمیان میں بہت حجابات ہیں۔ اب میں اسی نیک عورت کی طرح ہوں جو اپنا باغ یاد کر کے صبح کو روتی تھی۔

عرارؓ حجاج کا خط لے کر عبدالملک بن مروان کے پاس گئے تو وہاں یہ قصہ بیان کیا اور والد کا شعر سنایا جس کا ترجمہ یہ ہے:

☆ عرار خوبصورت نہیں تو نہ سہی، میں ایسے سیاہ فام کو دوست رکھتا ہوں جس کے شانے چوڑے ہوں۔

****

حضرت زرعہ رضی اللہ عنہ

اسامہؓ بن اخدری فرماتے ہیں کہ قبیلہ ثقیف سے ایک گروہ حضور نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ ان میں ایک فربہ مرد تھا۔ اس نے ایک حبشی غلام مول لیا اور کہا یا رسولَ اللہ صلی اللہ علیکَ وسلم اس کا نام رکھ دیجیے اور ہمارے واسطے اس میں برکت کی دعا کیجیے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا تمھارا کیا نام ہے؟ اس نے کہا احرم۔ آپؐ نے فرمایا (احرم نہیں) بلکہ زرعہؓ۔

****

حضرت زاہرؓ بن حرام الاشجعی رضی اللہ عنہ

نام و نسب

زاہرؓ بن حرام قبیلہ اشجعی سے تعلق رکھتے تھے۔ (بظاہر) ایک کم صورت شخص کے بخت ملاحظہ فرمائیے کہ محبوبِ رب العالمین (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) کے محبوب صحابہ میں شمار ہوتے تھے۔

محبتِ سرکار صلی اللہ علیہ وسلم

حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ان سے بہت محبت کرتے تھے۔ سیدنا زاہرؓ بھی حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے بہت پیار کرتے تھے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دیہاتی دوست

ان کے بارے میں ترمذی شریف میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دیہاتی آدمی، جس کا نام زاہرؓ تھا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں جنگل کا تحفہ لایا کرتا تھا۔ جب وہ واپس جانے لگتا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم (بھی) انہیں سامان عطا فرماتے۔

وہ جنگل کے پھل سبزی وغیرہ آنحضرت کی خدمت میں بطور ہدیہ لایا کرتے تھے۔ جب وہ آپ سے رخصت ہوتے تو آپ شہر کی چیزیں کپڑا وغیرہ ان کو دیا کرتے تھے۔

حجاز کے رہنے والے تھے مگر بادیہ نشین تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا "زاہرؓ ہمارا دیہاتی ہے اور ہم اس کے شہری ہیں۔" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ان سے بہت محبت فرماتے تھے حالانکہ وہ (بظاہر) بدصورت تھے۔

بیش قیمت زاہرؓ

ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم تشریف لائے تو حضرت زاہرؓ سامان بیچ رہے تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ان کے ساتھ پیچھے سے اس طرح بغل گیر ہو گئے کہ وہ آپ کو دیکھ نہیں سکے۔ انھوں نے کہا، کون ہے؟ مجھ کو چھوڑ دے! اسی اثنا میں انھوں نے مڑ کر دیکھا تو نبیٔ پاک صلی اللہ علیہ وسلم تھے۔ پھر انھوں نے نہایت اہتمام سے اپنی پیٹھ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے سینۂ مبارک سے برکت کے لیے ملنا شروع کر دیا۔ نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم فرمانے لگے، اس غلام کو کون خریدتا ہے؟ حضرت زاہرؓ بن حرام نے عرض کیا یا رسولَ اللہ

صلی اللہ علیکَ وسلم! اللہ کی قسم آپ مجھے کم قیمت پائیں گے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا تم خدا کے نزدیک کم قیمت نہیں ہو۔ ایک اور جگہ لکھا ہے، آپ نے فرمایا تم اللہ تعالیٰ کے نزدیک بیش قیمت ہو۔

غزوۂ بدر میں شرکت

حضرت زاہرؓ بدر میں نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ہمراہ شریک تھے۔ زاہرؓ صحابی تھے اور بدویوں میں سے تھے۔

مختصر حالات

حضرت زاہرؓ بن حرام ہجرت کے ابتدائی زمانے میں نعمتِ اسلام سے بہرہ یاب ہوئے اور پھر غزوۂ بدر میں شریک ہونے کی سعادتِ عظمیٰ حاصل کی۔ حضرت زاہرؓ کے مزید حالات کتبِ سیَر میں نہیں ملتے البتہ ایک روایت سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ آخر عمر میں کوفہ جا کر آباد ہو گئے تھے، گویا حضور (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) کے وصال کے بعد وہ کافی عرصہ زندہ رہے۔

****

حضرت خفاف ابنِ ندبہؓ رضی اللہ عنہ

نام و نسب

اپنی ماں کی طرف منسوب ہیں اور وہ کالی تھیں۔ ان کا عرب کے حبشیوں میں شمار ہے، ان کے باپ عمیر بن حارث بن شریف سلمی ہیں، وہ شاعر تھے۔
ان کی والدہ ابان بن شیطان کی بیٹی تھیں۔ قبیلہ بنی حارث بن کعب سے

تھیں۔ ان کا والد عمیر تھا۔ ان کی کنیت ابو خرشہ ہے۔ عمرا اور خنساء اور معاویہ فرزندان عمرو بن حارث بن شرید کے چچا زاد بھائی تھے۔

مختصر حالات

ان کا رنگ بہت سیاہ تھا۔ عرب کے سیاہ رنگ والوں میں سے ایک یہ بھی تھے۔ خفاف مشہور شاعر تھے۔ یہ ان لوگوں میں سے تھے جو زمانہ ردت میں اسلام پر ثابت قدم رہے۔ قبیلۂ قیس کے سواروں اور شاعروں میں سے تھے۔ ابنِ اثیر لکھتے ہیں کہ خفاف ابنِ ندبہ حضرت عمر ابنِ خطاب رضی اللہ عنہ کے زمانے تک زندہ رہے۔

غزوات میں شرکت

اصمعی نے کہا کہ خفاف ابنِ ندبہ حنین میں رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ہمراہ تھے اور لوگوں نے کہا ہے کہ فتحِ مکہ میں نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ہمراہ تھے اور بنی سلیم کا جھنڈا انھی کے ہاتھ میں تھا اور حنین اور طائف میں بھی شریک تھے۔ ابوبلال مہم بن ابی العباس بن مرداس سلمی نے بیان کیا۔ وہ کہتے تھے، معاویہ بن عمرو بن شرید برادر خنساء نے اور فزارہ نے ایک مرتبہ جہاد کیا اور ان کے ہمراہ خفاف بن ندبہ بھی تھے۔ ہاشم اور زید فرزندان حرملہ نے معاویہ کو گھیر لیا۔ ایک شخص نے ان کو باندھا اور دوسرے نے ان پر حملہ کیا اور ان کو قتل کر دیا۔ پھر جب لوگوں نے آواز دی کہ معاویہ قتل ہو گئے تو خفاف نے کہا کہ اللہ مجھ کو ہلاک کرے اگر میں یہاں سے ہٹوں جب تک کہ اس پر حملہ نہ کرا لوں۔ تب مالک بن حمار نے جو بنی نہم بن فزارہ کے سردار تھے، ان پر حملہ کیا اور ان کو قتل کر دیا۔

راویٔ حدیث

ابو عمر کہتے ہیں کہ ان سے صرف ایک حدیث مروی ہے۔ اس کے سوا کوئی

حدیث میں نہیں جانتا۔ وہ کہتے تھے، میں رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور حاضر ہوا اور عرض کی کہ یا رسولَ اللہ (صلی اللہ علیکَ وسلم) آپ مجھے کیا حکم دیتے ہیں۔ میں کہاں اتروں، کسی قریشی کے یہاں یا کسی انصاری کے یہاں یا قبیلہ اسلم کے یہاں یا قبیلہ غفار کے یہاں۔ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ اے خفاف! راستے سے پہلے رفیق کو تلاش کر لیا کرو تاکہ اگر کوئی حادثہ پیش آ جائے تو وہ تمھاری مدد کرے اور تم اس کی طرف محتاج ہو تو وہ تمھاری رفاقت کرے۔

****

حضرت اسلمؓ حبشی رضی اللہ عنہ

نام و نسب

واقدی اور ابو نعیم نے ان کا نام یسار تحریر کیا ہے جبکہ ابنِ اسحاق نے نام اسلمؓ تحریر کیا ہے۔ یونس، سلمہ اور بکائی جنھوں نے ابنِ اسحاق سے غزوات کے متعلق روایت کی ہے، کسی نے بھی ان کا نام تحریر نہیں کیا۔ غالباً ان کے علاوہ جن لوگوں نے ابنِ اسحاق سے روایت کی، یہ ان کا کام ہے۔

حضرت اسلمؓ حبشی اسود ایک یہودی کے چرواہے تھے۔ حبش کے رہنے والے، اسود لقب تھا۔ ابنِ مندہ نے حضرت اسلم اسود کی کنیت ابو سلمی بیان کی ہے اور ان سے ایک حدیث روایت کی ہے جو درست نہیں۔ واقدی نے ان کا نام یسارؓ تحریر کیا ہے۔ یہ عامر نامی یہودی کے غلام تھے اور بکریاں چرایا کرتے تھے۔ یہ حبشہ کے رہنے والے تھے اور پیشہ کے اعتبار سے راعی تھے اس لیے بعض لوگ انھیں اسلم حبشی اور بعض اسلم راعی لکھتے ہیں۔

دربارِ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم میں حاضری

یہ اس وقت رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے حضور حاضر ہوئے جب آپؐ خیبر کے قلعوں کا محاصرہ کیے ہوئے تھے۔ حضرت اسلمؓ کے ہمراہ ایک یہودی کی کچھ بکریاں تھیں۔ وہ ان کو اجرت پر چَراتے تھے۔ انھوں نے عرض کی یا رسولَ اللہ (صلی اللہ علیکَ وسلم) مجھے اسلام کی تعلیم دیجیے۔ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے انھیں تعلیم دی۔ وہ مسلمان ہو گئے اور عرض کی۔ میں ان بکریوں کے مالک کا مزدور ہوں اور یہ بکریاں میرے پاس امانت ہیں، میں اب ان کا کیا کروں۔ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا "ان کے منہ پر مارو۔ یہ اپنے مالک کے پاس لوٹ جائیں گی۔" پس اسلم اسود کھڑے ہو گئے اور انھوں نے ایک مٹھی مٹی لے کر ان کے منہ پر دے ماری اور کہا کہ (اے بکریو) اپنے مالک کے پاس لوٹ جاؤ۔ خدا کی قسم اب میں تمھارے ساتھ نہ جاؤں گا۔ پس وہ بکریاں لوٹ گئیں۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ کوئی انھیں ہانک رہا ہو۔ یہاں تک کہ وہ قلعہ میں داخل ہو گئیں۔

حضرت اسلمؓ حبشی کی شہادت

جب بکریاں چلی گئیں تو حضرت اسلم اسود قلعہ کی طرف بڑھے تاکہ مسلمانوں کے ساتھ ہو کر لڑیں کہ ایک پتھر ان کو لگا اور وہ شہید ہو گئے۔ اسود نے اب تک کوئی نماز نہیں پڑھی تھی۔ جب ان کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے پاس لایا گیا اور آپؐ کے پیچھے رکھ دیا گیا اور وہ چادر اوڑھا دی جو وہ اوڑھے ہوئے تھے۔ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم ان کی طرف دیکھنے لگے اور آپؐ کے ساتھ کچھ اصحاب بھی تھے۔ پھر آپؐ نے جلدی سے منہ پھیر لیا۔ لوگوں نے پوچھا کہ یا رسولَ اللہ صلی اللہ علیکَ وسلم آپؐ نے منہ کیوں پھیر لیا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا ان کے ہمراہ ایک حورِ عین ہے جو ان کی بی بی ہے۔

غزوۂ خیبر اور حضرت اسلمؓ

۷ ہجری میں جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم غزوۂ خیبر کے لیے تشریف لے گئے تو یہودیوں نے اپنے قلعوں میں محصور ہو کر مزاحمت کے لیے زبردست تیاری کی۔ حضرت اسلمؓ اسود اور ان کا مالک عامر یہودی نطاۃ قبیلے میں تھے۔ حضرت اسلمؓ نے یہودیوں سے پوچھا کہ تم کس لیے مسلّح ہو رہے ہو؟ انھوں نے کہا کہ ایک شخص محمد (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) جو اپنے آپ کو اللہ کا نبی کہتا ہے ہم پر حملہ آور ہوا ہے۔ ہم اسی سے جنگ کی تیاری کر رہے ہیں۔

ان کی باتیں سن کر اسلمؓ کے دل میں عجیب کیفیت پیدا ہوئی اور وہ غائبانہ طور پر حضورِ پُر نور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے والہ و شیدا ہو گئے۔ حسبِ معمول بکریاں لے کر نکلے تو سیدھے حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمت میں پہنچ گئے۔ اور عرض پیرا ہوئے:

"اے محمد (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) آپ کس چیز کی دعوت دیتے ہیں"۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا "اللہ کے سوا کسی کو معبود نہ بناؤ اور مجھے اللہ کا رسول (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) جانو"۔ حضرت اسلمؓ فوراً کلمۂ شہادت پڑھ کر مسلمان ہو گئے۔

جب جنگ کے دوران میں حضرت اسلمؓ اسود کے فوت ہو جانے کی خبر حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے سنی تو فرمایا عَمِلَ قَلِيلًا وَ اُجِرَ كَثِيرًا (اس نے تھوڑا عمل کیا اور کثیر اجر پایا)

ایک روایت یہ بھی ہے کہ حضور نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم حضرت اسلمؓ کی شہادت کی خبر سن کر خود اس خیمہ میں تشریف لائے اور خیمہ کے اندر سر مبارک لے جا کر فرمایا "اس حبشی بندہ کو اللہ تعالیٰ نے بڑا اعزاز عطا فرما کر جنت میں داخل فرما دیا ہے۔ میں دیکھ رہا ہوں کہ حوریں اس کے سرہانے بیٹھی ہیں۔"

اعزاز

"زلف و زنجیر" جلد دوم میں علامہ ارشد القادری حضرت اسلم رضؓ اسود کی شہادت کے بارے میں یوں رقم طراز ہیں:

جب حضرت اسلمؓ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئے اور عرض کی۔ یا رسولَ اللہ! (صلی اللہ علیکَ وسلم) مَیں حبشی نژاد ہوں۔ میرے جسم کا رنگ سیاہ ہے۔ میرا چہرہ نہایت بدشکل ہے۔ میرا چہرہ نہایت بدشکل ہے' میں ایک صحرا نورد چرواہا ہوں' میرے بدن میں پسینے کی بدبو نکلتی ہے۔ اگر میں بھی آپ کی فوج میں شامل ہو کر راہِ خدا میں قتل کر دیا جاؤں تو کیا مجھے جنت میں داخلے کی اجازت ملے گی۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اثبات میں جواب دیا۔

حضرت اسلمؓ حبشی بڑی بے جگری سے لڑتے ہوئے شہید ہوئے۔ لڑائی ختم ہونے کے بعد جب ان کی لاش سرکار صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے سامنے لائی گئی تو آپ نے فرمایا "اسے جنت میں نہرِ حیات میں غوطہ دیا گیا۔ اب اس کے چہرے کی چاندنی سے فردوس کے بام و در جگمگا اٹھے ہیں۔ اس کے پسینے کی خوشبو میں حورانِ بہشتی اپنے آنچل بسا رہی ہیں۔ جنت کی دو حسین حوریں اسے اپنے جھرمٹ میں لیے ہوئے باغِ خلد کی سیر کرا رہی ہیں۔"

ان کی فیروز بختی پر سب محوِ حیرت تھے کہ انہوں نے اسلام قبول کرنے کے بعد سوائے جہاد فی سبیل اللہ کے اور کوئی عملِ خیر نہیں کیا تھا۔ ان کے نامۂ اعمال میں نہ ایک وقت کی نماز تھی' نہ ایک سجدہ تھا۔ سفید و شفاف کفن کی طرح زندگی کا سادہ ورق لیے ہوئے گئے اور بڑے بڑے زُہّادِ شب زندہ دار کو اپنے پیچھے چھوڑ گئے۔ یہ اعزاز صرف انہی کو حاصل ہے۔

****

حضرت یسارؓ رضی اللہ عنہ

یہ حبشی تھے' یہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے عہد میں فوت ہوئے۔ حضرت ابوہریرہ فرماتے ہیں کہ وہ مسجد میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی بارگاہ میں بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک (بظاہر) بھدا سا حبشی' جس کے سر پر ہرن پکڑنے کا جال تھا' آیا' حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اسے خوش آمدید کہا۔ اور ایک روایت بیان کی۔ ابونعیم نے اس حدیث کو یسارؓ حبشی کے ترجمے میں (جو عامر یہودی کا غلام تھے اور غزوۂ خیبر میں موجود تھے) بیان کیا ہے۔ یعنی ان کے خیال میں یہ دونوں ایک ہیں۔

حضرت یسارؓ حضرت مغیرہؓ بن شعبہ کے غلام تھے اور حبشی تھے۔ انھوں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے عہد میں وفات پائی۔

****

حضرت نفیع ابوبکرہ رضی اللہ عنہ

نام و نسب

ان کا نسب یہ ہے۔ نفیع بن حارث بن کلدہ بن عمرو بن علاج بن ابی سلمی بن عبدالعزی بن غزہ بن عوف بن قسیف الثقفی ہے اور قسیف کا نام قسی تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ان کی کنیت ابوبکرہ رکھی۔ حضرت ابوبکرہؓ کہا کرتے تھے' میں تمھارا دینی بھائی ہوں اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا غلام ہوں۔ سب لوگ میرے باپ ہیں۔ لیکن اگر مجھے کسی شخص سے منسوب کرنا چاہتے ہو تو ابنِ مسروح کہہ لو۔

ان کا نام حضرت نفیع ابوبکرہ تھا۔ لیکن ایک روایت میں ان کا نام مسروح آیا ہے۔ جبکہ ایک روایت میں ان کا نام نفیع بن مسروح اور ایک اور روایت میں

نفیع بن حارث بن کلدہ ہے۔ جو لوگ انھیں مسروح سے منسوب کرتے ہیں' ان کے نزدیک یہ حارث بن کلدہ کے غلاموں سے تھے اور ان کی والدہ کا نام سمیہ تھا جو حارث کی لونڈی تھیں اور وہ زیاد کے اخیافی بھائی تھے۔ شعبی سے مذکور ہے کہ لوگوں نے انھیں حارث کی طرف منسوب کرنا چاہا تو انھوں نے انکار کر دیا۔ انھوں نے مرتے وقت اپنے بیٹے سے کہا' کہ میں مسروح حبشی ہوں۔

امام احمد بن حنبل نے انھیں ابوبکرہ نفیع بن حارث لکھا ہے۔

حضرت ابوبکرہؓ کا تقویٰ

حضرت نفیع ابوبکرہؓ عمر بھر عبادتِ الٰہی میں مشغول رہے۔ ان کا شمار بصرہ کے شرفا اور علما میں ہوتا تھا۔

راویٔ احادیث

ان سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا' جب دو مسلمانوں کا باہم مقابلہ ہو جائے اور ایک دوسرے کو قتل کر دے تو دونوں کا ٹھکانا جہنم ہو گا۔ انھوں نے بہت سی احادیث روایت کی ہیں۔ خود ان سے ابوعثمان نہدی' احنف اور حسن بصری نے احادیث روایات کی ہیں۔ حضرت نفیع فاضل اور صالح صحابہ سے تھے۔

حضرت ابوبکرہؓ کی وفات

انھوں نے بصرہ میں ۵۱ یا ۵۲ ہجری میں وفات پائی اور وصیت کی تھی کہ ان کی نمازِ جنازہ ابوبرزہ اسلمی پڑھائیں۔ حضرت حسن سے مروی ہے کہ صحابۂ کرام میں سے جو لوگ بصرہ میں سکونت پذیر ہو گئے تھے' ان میں سے کوئی بھی عمران بن حصین اور ابوبکرہ کے پائے کا نہ تھا۔

حضرت ابوبکرہؓ کا قبولِ اسلام

یہ ان لوگوں میں سے ہیں' جو محاصرۂ طائف کے موقع پر اپنے آقا کو چھوڑ کر حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے پاس آ گئے تھے اور اسلام کی دولت سے سرفراز ہوئے تھے اور آپؐ نے انھیں آزاد کر دیا تھا۔

****

حضرت رباحؓ اسود رضی اللہ عنہ

حضرت رباحؓ اسود حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے غلام تھے۔ ان کا رنگ سیاہ تھا۔ یہ کبھی کبھی رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی دربانی بھی کیا کرتے تھے۔ انھوں نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے لیے آپؐ کے پاس جانے کی اجازت مانگی تھی جبکہ آپؐ نے اپنی بیبیوں سے علیحدہ ہو کر بالاخانہ میں اقامت فرمائی تھی۔ بلالؓ اور سلمہ بن اکوع نے کہا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ایک غلام تھے جن کا نام رباح تھا۔

ڈاکٹر محمد یٰسین مظہر صدیقی اپنے مضمون "عہدِ نبوی (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) میں تنظیم و ریاست و حکومت" میں لکھتے ہیں کہ یہ حبشی تھے۔ مدینہ میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے دولت خانہ پر ایک بار (۹ ہجری میں) دربانی کے فرائض سرانجام دیے۔ ان کی حیثیت متفرق ماتحت کارکن کی تھی۔

****

حضرت سعیرۃ الاسدیہ رضی اللہ عنہا

حضرت ابنِ عباسؓ نے ایک مرتبہ ابو ریاح سے کہا "آؤ میں تمھیں ایک جنتی عورت دکھاؤں"۔ چنانچہ وہ انھیں ایک حبشی عورت کے پاس لے گئے اور کہا "ان کا نام سعیرہؓ ہے۔ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئیں اور کسی سخت بیماری کا ذکر کر کے جو انھیں لاحق ہو گئی تھی کہا "یا رسولؐ اللہ صلی اللہ علیکَ وسلم! اللہ تعالیٰ سے دعا فرمائیں کہ وہ مجھے اس سے شفا عطا فرمائے" حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا "اگر تم چاہو تو میں اللہ تعالیٰ سے تمھاری شفایابی کی دعا کروں۔ اس صورت میں تمھیں اللہ تعالیٰ کے حضور اپنی نیکیوں اور برائیوں کا پورا حساب دینا ہو گا۔ اور اگر چاہو تو صبر کرو۔ اس صورت میں تم یقیناً جنت میں جاؤ گی"۔ یہ سن کر انھوں نے کہا "یا رسولؐ اللہ صلی اللہ علیکَ وسلم! میں صبر اور جنت کو اختیار کرتی ہوں"۔

علامہ جلال الدین سیوطیؒ اس واقعے میں یوں اضافہ کرتے ہیں کہ حضرت سعیرۃ الاسدیہ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمتِ اقدس میں **حاضر** آئیں اور عرض کی کہ مجھ کو مرگی آتی ہے۔ آپ (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) میرے لیے دعا فرمائیں۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا "اگر تو چاہتی ہے تو صبر کر، کیونکہ صبر کرنے سے تجھے جنت ملے گی۔ اور اگر تو صبر نہ کر سکے تو میں تیری شفایابی کی دعا کرتا ہوں"۔ اس بلند ہمت حبشی صحابیہ نے عرض کی "میں صبر کروں گی مگر میں مرگی کی حالت میں برہنہ ہو جاتی ہوں۔ آپ (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) اللہ سے دعا کریں کہ میں برہنہ نہ ہوں"۔ حضور رحمتِ ہر عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اس کے لیے دعا فرمائی۔

ابنِ مندہ وغیرہ نے ان کا نام شعیرہ اور جعفر بن مستغری نے سعیرہؓ لکھا ہے۔ یہی درست ہے۔

******

حضرت جعال یا جعیل رضی اللہ عنہ

نام و نسب

بعض لوگ کہتے ہیں کہ ان کا نام جعیل بن سراقہ غفاری ہے، جبکہ بعض لوگ ضمری، بعض لوگ عجلی اور بعض انھیں بنی سواد کے خاندان سے کہتے ہیں جو بنی سلمہ کی ایک شاخ ہے۔ ابنِ اسحاق کے سوا اور لوگوں نے ان کا نام جعال بتایا ہے۔

غزوۂ اُحد میں شرکت

یہ قدیم الاسلام ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ہمراہ اُحد میں شریک تھے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت

ان کی آنکھ قریضہ میں جاتی رہی تھی۔ (بظاہر) بہت بدصورت اور کالے تھے۔ نبیِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ان کی تعریف کر کے ان کے ایمان پر اعتماد کا اظہار کیا ہے۔ محمد بن ابراہیم بن حارث تیمی نے بیان کیا کہ ایک کہنے والے نے رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے عرض کیا کہ آپ نے اقرع بن حابس کو اور عینیہ بن حصن کو سو سو اونٹ دیے اور جعیل کو آپؐ نے چھوڑ دیا تو نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ قسم اس کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، اگر تمام روئے زمین پر عینیہ اور اقرع جیسے لوگ جمع ہو جائیں تو جعیل مجھے ان سب سے زیادہ

محبوب ہے۔

اعزاز

ابنِ اسحاق نے اپنی سند سے روایت کیا ہے کہ نبیِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے بنی مصطلق سے جو قبیلہ خزاعہ کی شاخ ہے، شعبان ۶ھ میں جہاد کیا اور مدینہ میں جعال ضمری کو خلیفہ بنا دیا۔

****

حضرت جعال رضی اللہ عنہ

ابنِ اثیر لکھتے ہیں کہ یہ جعال دوسرے ہیں مگر ان کا تذکرہ ابو موسیٰ نے ابنِ مندہ پر استدراک کرنے کے لیے لکھا ہے کہ میں نہیں جانتا کہ یہ وہی شخص ہے جس کا تذکرہ پہلے ہوا ہے یا کوئی اور ہیں۔ انھوں نے ابنِ عمر سے روایت کی ہے کہ ایک شخص رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے حضور حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ یا رسولَ اللہ صلی اللہ علیکَ وسلم! بتایئے اگر میں آپ کے سامنے لڑوں یہاں تک کہ قتل کر دیا جاؤں تو مجھے میرا پروردگار عزوجل جنت میں داخل کر دے گا اور مجھے حقیر تو نہ سمجھے گا؟ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ہاں۔ اس نے عرض کیا کہ یہ کیونکر ہو گا میرے بدن سے تو بدبو آتی ہے۔ میرا رنگ سیاہ ہے اور میں (بظاہر) کمینہ خاندان کا ہوں۔ یہ کہہ کر وہ چلا گیا اور اس نے لڑنا شروع کر دیا یہاں تک کہ وہ شہید ہو گیا۔ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا اس طرف سے گزر ہوا تو آپؐ نے فرمایا "اے جعال! اب اللہ نے تمھارے بدن کو خوشبودار کر دیا اور تمھارا چہرہ سپید کر دیا"۔

****

حضرت نبعہ حبشیہ رضی اللہ عنہا

حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے مہربان اور شفیق چچا حضرت ابوطالبؓ کی بیٹی حضرت امِ ہانیؓ کی لونڈی کا نام نبعہؓ حبشیہ تھا۔ عبدالغنی اور ابن ماکولا نے ان کا ذکر کیا ہے۔ کلبی نے ابوصالح سے، انھوں نے امِ ہانیؓ سے حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے بارے میں روایت کی کہ جس رات آپؐ کو واقعۂ معراج پیش آیا، حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ان کے گھر میں سوئے ہوئے تھے۔ آپؐ نماز پڑھ کر سو گئے تھے اور ہم بھی سو گئے تھے۔ قبل از صبح ہم نے آپؐ کو بیدار کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے نماز ادا کی۔ ہم نے بھی حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ساتھ نماز ادا کی۔ پھر حضرت امِ ہانیؓ فرماتی ہیں کہ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے مجھ سے فرمایا "امِ ہانی! رات کو میں نے نمازِ عشا پڑھی۔ پھر میں بیت المقدس میں گیا اور وہاں نماز ادا کی اور پھر صبح کی نماز تمھارے ساتھ پڑھی۔" پھر حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم باہر جانے کو اٹھے تو میں نے آپؐ کی چادر کا ایک کونا پکڑا اور گزارش کی "اے رسولِ خدا صلی اللہ علیکَ وسلم! آپؐ لوگوں سے یہ بات نہ کہیے گا ورنہ وہ آپؐ کو تکلیف دیں گے اور آپؐ کی تکذیب کریں گے۔" حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا "بخدا میں لوگوں کو ضرور بتاؤں گا۔"

میں نے اپنی لونڈی نبعہ کو بلایا اور کہا کہ تم رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے پیچھے جاؤ اور سنو کہ آپ لوگوں سے کیا کہتے ہیں اور لوگ آپ کے بارے میں کیا کہتے ہیں۔ جب آپ نے لوگوں کو بتایا تو آپ کی بات سن کر لوگوں کو بڑی حیرت ہوئی اور انھوں نے آپؐ سے اس کی دلیل مانگی۔

محبوب ہے۔

اعزاز

ابنِ اسحاق نے اپنی سند سے روایت کیا ہے کہ نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم نے بنی مصطلق سے جو قبیلہ خزاعہ کی شاخ ہے، شعبان ۶ ھ میں جہاد کیا اور مدینہ میں جعال ضمری کو خلیفہ بنا دیا۔

****

حضرت جعال رضی اللہ عنہ

ابنِ اثیر لکھتے ہیں کہ یہ جعال دوسرے ہیں مگر ان کا تذکرہ ابوموسیٰ نے ابنِ مندہ پر استدراک کرنے کے لیے لکھا ہے کہ میں نہیں جانتا کہ یہ وہی شخص ہے جس کا تذکرہ پہلے ہوا ہے یا کوئی اور ہیں۔ انھوں نے ابنِ عمر سے روایت کی ہے کہ ایک شخص رسولِ خدا صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کے حضور حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ یا رسولَ اللہ صلی اللہ علیکَ وسلم! بتایئے اگر میں آپ کے سامنے لڑوں یہاں تک کہ قتل کر دیا جاؤں تو مجھے میرا پروردگار عزوجل جنت میں داخل کر دے گا اور مجھے حقیر تو نہ سمجھے گا؟ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ہاں۔ اس نے عرض کیا کہ یہ کیونکر ہو گا میرے بدن سے تو بدبو آتی ہے۔ میرا رنگ سیاہ ہے اور میں (بظاہر) کمینہ خاندان کا ہوں۔ یہ کہہ کر وہ چلا گیا اور اس نے لڑنا شروع کر دیا یہاں تک کہ وہ شہید ہو گیا۔ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کا اس طرف سے گزر ہوا تو آپؐ نے فرمایا "اے جعال! اب اللہ نے تمھارے بدن کو خوشبودار کر دیا اور تمھارا چہرہ سپید کر دیا"۔

****

حضرت نبعہ حبشیہ رضی اللہ عنہا

حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کے مہربان اور شفیق چچا حضرت ابوطالبؑ کی بیٹی حضرت امِ ہانیؓ کی لونڈی کا نام نبعہؓ حبشیہ تھا۔ عبدالغنی اور ابن ماکولا نے ان کا ذکر کیا ہے۔ کلبی نے ابوصالح سے، انھوں نے امِ ہانیؓ سے حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کے بارے میں روایت کی کہ جس رات آپؐ کو واقعۂ معراج پیش آیا، حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم ان کے گھر میں سوئے ہوئے تھے۔ آپؐ نماز پڑھ کر سو گئے تھے اور ہم بھی سو گئے تھے۔ قبل از صبح ہم نے آپؐ کو بیدار کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم نے نماز ادا کی۔ ہم نے بھی حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کے ساتھ نماز ادا کی۔ پھر حضرت امِ ہانیؓ فرماتی ہیں کہ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم نے مجھ سے فرمایا "امِ ہانی! رات کو میں نے نمازِ عشا پڑھی۔ پھر میں بیت المقدس میں گیا اور وہاں نماز ادا کی اور پھر صبح کی نماز تمہارے ساتھ پڑھی۔" پھر حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم باہر جانے کو اٹھے تو میں نے آپؐ کی چادر کا ایک کونا پکڑا اور گزارش کی "اے رسولِ خدا صلی اللہ علیکَ وسلم! آپؐ لوگوں سے یہ بات نہ کہیے گا ورنہ وہ آپؐ کو تکلیف دیں گے اور آپؐ کی تکذیب کریں گے۔" حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم نے فرمایا "بخدا میں لوگوں کو ضرور بتاؤں گا۔" میں نے اپنی لونڈی نبعہ کو بلایا اور کہا کہ تم رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کے پیچھے جاؤ اور سنو کہ آپ لوگوں سے کیا کہتے ہیں اور لوگ آپ کے بارے میں کیا کہتے ہیں۔ جب آپ نے لوگوں کو بتایا تو آپ کی بات سن کر لوگوں کو بڑی حیرت ہوئی اور انھوں نے آپؐ سے اس کی دلیل مانگی۔

حضرت عبداللہ حبشی رضی اللہ عنہ

ابنِ اثیر لکھتے ہیں کہ حضرت عبداللہ حبشی خثعمی صحابی ہیں۔ یہ مستقل مکہ میں قیام پذیر رہے۔ عبید بن عمیر اور محمد بن جبیر بن مطعم نے ان سے حدیث روایت کی ہے۔ انھوں نے عبداللہ حبشی سے نقل کر کے بیان کیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے کسی شخص نے دریافت کیا کہ کون سا عمل سب سے افضل ہے؟ تو آپؐ نے جواب دیا کہ وہ ایمان جس میں کسی طرح کا شک نہ ہو اور وہ جہاد جس میں خیانت نہ ہو اور حج مبرور۔ اس کے بعد پھر اس صحابی نے دریافت کیا کہ نمازوں میں سب سے افضل نماز کون سی ہے۔ تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ وہ نماز جس میں قراءت اور دعا زیادہ ہو۔ پھر انھوں نے دریافت کیا کہ صدقوں میں افضل صدقہ کون سا ہے تو آپؐ نے جواب دیا کہ بدکلامی کو چھوڑ دینا۔ پھر اس نے پوچھا کہ افضل ہجرت کون سی ہے؟ تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ افضل مہاجر وہ شخص ہے کہ جتنی چیزیں اللہ نے اس پر حرام کی ہیں' سب کو چھوڑ دے۔ پھر انھوں نے عرض کیا کہ افضل جہاد کون سا ہے؟ تو آپؐ نے فرمایا کہ افضل مجاہد وہ شخص ہے جو اپنا مال و جان دے کر کافروں سے لڑے۔ اس کے بعد اس صحابی نے دریافت کیا کہ سب سے اچھا مقتول کون ہے؟ تو آپؐ نے جواب دیا کہ اچھا مقتول وہ شخص ہے جو اللہ کی راہ میں مارا جائے اور اس کے ہاتھ پیر کاٹ ڈالے جائیں۔

حافظ ابو نعیم احمد اصبہانی اپنی تصنیف "اصحابِ صفہ" میں لکھتے ہیں کہ ابو سعید ابن الاعرابی کے ذکر کے مطابق عبداللہ بن حبشی الخثعمی بھی اہل صفہ میں داخل ہیں۔ اس کے بعد مصنف متذکرہ بالا حدیث شریف کا ذکر کرتے ہیں۔

حضرت سعد الاسود سہمی رضی اللہ عنہ

حضرت انس سے روایت ہے کہ ایک آدمی حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا' سلام عرض کیا اور کہا کہ کیا میرا کالا اور بدمنظر ہونا مجھے جنت میں داخل ہونے سے باز رکھے گا؟ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا' خدا کی قسم نہیں' جب تک تم خدا سے ڈرتے اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے احکام کو مانتے رہو گے۔ انھوں نے کہا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ خدا کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اللہ کے رسول ہیں۔ اب میرے لیے کیا حکم ہے؟ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ جو سب لوگوں کے لیے بھی ہے' وہی تمھارے لیے ہے کہ تم ان کے بھائی ہو۔

نام و نسب

حضرت سعد الاسودؓ حبشی کا اصل نام تو سعد تھا لیکن ان کی غیر معمولی سیاہ رنگت کی وجہ سے لوگ ان کو "سعد الاسود" یا "اسود" کہا کرتے تھے (جیسا کہ ہمارے ملک میں سیاہ فام آدمی کو "کالو یا کالا" کہہ کر پکارتے ہیں) اربابِ سیر نے حضرت سعد الاسودؓ کا سلسلۂ نسب تو بیان نہیں کیا۔ البتہ یہ بات تواتر کے ساتھ لکھی ہے کہ ان کا تعلق قریش کے قبیلہ بنو سہم سے تھا۔

حضرت سعدؓ کا قبولِ اسلام

ان کے قبولِ اسلام کے زمانے کے بارے میں بھی کسی کتاب میں معلومات

نہیں ملتیں لیکن قرائن سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ اس وقت مشرف بہ اسلام ہوئے جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہجرت کے بعد مدینۂ منورہ میں تشریف فرما تھے اور غزوات و سرایا کا آغاز ہو چکا تھا۔

نکاح کے خواہشمند

علامہ ابنِ اثیر کا بیان ہے کہ قبولِ اسلام کے بعد حضرت سعدالاسودؓ نے بارگاہِ رسالت (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) میں عرض کی:

یا رسولَ اللہ صلی اللہ علیکَ وسلم! میں نکاح کرنا چاہتا ہوں لیکن کوئی شخص میری بدصورتی کے سبب مجھ کو رشتہ دینے پر راضی نہیں ہوتا۔ میں نے بہت سے لوگوں کو پیام دیے لیکن سب نے رد کر دیے۔ ان میں کچھ تو اس وقت بھی یہاں موجود ہیں اور کچھ غیر حاضر ہیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سراپا رحمت تھے۔ بے کسوں اور حاجت مندوں کے ملجا و ماوی تھے۔ اپنے جاں نثار کی بیکسانہ درخواست سن کر آپ (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) کی شانِ رحیمی نے گوارا نہ کیا کہ لوگ اس کو محض اس وجہ سے ٹھکرائیں کہ وہ ظاہری حسن و جمال سے محروم ہے۔ چنانچہ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا "سعد گھبراؤ نہیں، میں خود تمھاری شادی کا بندوبست کرتا ہوں۔ تم اسی وقت عمروؓ بن وہب کے گھر جاؤ اور سلام کے بعد ان سے کہو کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) نے آپ کی بیٹی کا رشتہ میرے ساتھ کر دیا ہے"۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا ارشاد سن کر حضرت سعدالاسودؓ حبشی شاداں و فرحاں حضرت عمروؓ بن وہب کے گھر چل دیے۔

حضرت عمروؓ بن وہب ثقفی نئے نئے مسلمان ہوئے تھے اور ابھی ان کے مزاج میں زمانہ جاہلیت کی درشتی موجود تھی۔ اس لیے جب حضرت سعدؓ نے ان کے گھر پہنچ کر انھیں سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے فرمان سے مطلع کیا تو ان کو

بڑی حیرت ہوئی کہ میری ذہین و فطین بیٹی کی شادی ایسے (بظاہر) کریہہ منظر شخص سے کیسے ہو سکتی ہے۔ انھوں نے سوچے سمجھے بغیر حضرت سعدؓ کا پیام رد کر دیا اور بڑی سختی سے انھیں واپس جانے کو کہا۔ سعادت مند لڑکی نے حضرت سعدؓ اور اپنے باپ کی گفتگو سن لی تھی۔ جونہی سعدؓ واپس مڑے، وہ لپک کر دروازے پر آئی اور آواز دی:

"اللہ کے بندے واپس آؤ، اگر واقعی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے تمھیں بھیجا ہے تو میں بخوشی تمھارے ساتھ شادی کے لیے تیار ہوں۔ جس بات سے اللہ اور اس کا رسول (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) راضی ہیں، میں بھی اس پر راضی ہوں"۔

اس اثنا میں حضرت سعدؓ آگے بڑھ چکے تھے۔ انھوں نے بارگاہِ رسالت میں حاضر ہو کر سارا واقعہ پیش کیا۔ ادھر ان کے جانے کے بعد نیک بخت لڑکی نے اپنے والد سے کہا کہ آپ نے بڑا غضب کیا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے فرمان کی پروا نہ کی اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے فرستادہ کے ساتھ بہت سخت سلوک کیا۔

جب حضرت عمروؓ بن وہب نے واقعات پر غور کیا تو ڈرتے ہوئے بارگاہِ مصطفوی (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) میں حاضر ہوئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ان کو دیکھ کر فرمایا "تم ہی نے میرے بھیجے ہوئے آدمی کو لوٹایا ہے"؟ عمرو بن وہب نے عرض کی "یا رسولَ اللہ صلی اللہ علیکَ وسلم! بے شک میں نے اس آدمی کو لوٹایا ہے لیکن یہ غلطی مجھ سے لاعلمی میں سرزد ہوئی۔ میں اس شخص سے واقف نہ تھا۔ اس لیے اس کی بات کا اعتبار نہ کیا اور اس کا پیام نامنظور کر دیا، خدا کے لیے مجھے معاف فرمائیے"۔ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے حضرت عمرو بن وہب کا عُذر قبول فرمایا اور حضرت سعدالاسودؓ سے مخاطب ہو کر فرمایا "سعد میں نے تمھارا عقد بنت عمرو بن وہب سے کر دیا ہے۔ اب تم اپنی بیوی کے پاس جاؤ"۔

سعدؓ کی شہادت

حضرت سعدؓ مسرت کے عالم میں بارگاہِ نبوی (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) سے نکلے اور ابھی بازار میں ہی تھے کہ ان کے کانوں میں منادی کی آواز پڑی "اے اللہ کے شہسوارو، جہاد کے لیے سوار ہو جاؤ اور جنت کی راہ لو"۔

منادی کی آواز سن کے تمام جذبات پر جوشِ ایمانی غالب آگیا۔ جس رقم سے بازار سے اپنی بیوی کے لیے تحفے تحائف خریدنے کے لیے نکلے تھے، اسی رقم سے گھوڑا، تلوار اور نیزہ خریدا اور سر پر عمامہ باندھ کر سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی قیادت میں جانے والے مجاہدین میں شامل ہو گئے۔ اس سے پہلے نہ ان کے پاس گھوڑا تھا، نہ نیزہ نہ تلوار اور اب انھوں نے عمامہ بھی اس طرح باندھا تھا کہ کسی کو معلوم نہ ہو سکا کہ یہ سعدالاسودؓ سہمی ہیں۔ میدانِ جہاد میں سعدؓ ایسے لڑے کہ بڑے بڑے بہادروں کو پیچھے چھوڑ دیا۔ ایک موقعہ پر گھوڑا اڑ گیا تو اس کی پشت پر سے کود پڑے اور آستینیں چڑھا کر پیادہ پا ہی لڑنا شروع کر دیا۔ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ان کے ہاتھوں کی سیاہی سے شناخت کر لیا اور انھیں آواز دی۔ لیکن سعدؓ اس وارفتگی سے لڑ رہے تھے کہ انھیں اس بات کی خبر نہ ہوئی۔ اور اسلام کا یہ سرفروش سپاہی دادِ شجاعت دیتا ہوا جانثار ہو گیا۔

جنت میں سعدؓ کی شادی

رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جب حضرت سعدالاسودؓ کی شہادت کی خبر ہوئی تو آپؐ ان کے پاس تشریف لائے۔ ان کا سر اپنی گود میں رکھ کر دعائے مغفرت کی اور پھر فرمایا:

"میں نے سعدؓ کا عقد عمرو بن وہب کی لڑکی سے کر دیا تھا اس لیے اس کے متروکہ سامان کی مالک وہی لڑکی ہے۔ سعدؓ کے ہتھیار اور گھوڑا اسی کے پاس پہنچا دو اور اس کے ماں باپ سے کہو کہ اب خدا نے تمھاری لڑکی سے بہتر لڑکی سعدؓ کو عطا کر دی ہے اور اس کی شادی جنت میں ہو گئی ہے۔"

سعدؓ کا کردار

قبولِ اسلام کے بعد حضرت سعدالاسودؓ نے اس دنیائے فانی میں بہت کم عرصہ قیام کیا لیکن اس مختصر مدت میں انھوں نے اپنے جوشِ ایمان اور اخلاصِ عمل کے جو نقوش صفحۂ تاریخ پر ثبت کیے، وہ امتِ مسلمہ کے لیے تا ابد مشعلِ راہ بنے رہیں گے۔

ماخذ و مراجع

○ ۔ قرآن مجید
○ ۔ بخاری شریف۔ جلد دوم۔ کتاب المغازی۔ باب نمبر ۳۹۶
○ ۔ ترمذی شریف۔ باب ماجا فی صفت مزاح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حدیث نمبر ۵
○ ۔ سنن ابی ماجہ۔ کتاب الاطعمہ
○ ۔ علامہ حلبی۔ السیرۃ الحلبیہ فی سیرۃ الامین المامون (عربی) جلد اول
○ ۔ عمر رضا کحالہ۔ اعلام النساء (عربی) جزء الاول
○ ۔ علامہ قسطلانی۔ سیرت محمدیہؐ۔ جلد دوم۔ (اردو ترجمہ از عبدالجبار آصفی)
○ ۔ عروہؓ بن زبیر۔ مغازی رسول اللہؐ۔ (اردو ترجمہ از محمد سعید الرحمن علوی)
○ ۔ احمد بن زین دحلان۔ سیرت دحلانیہ۔ (اردو ترجمہ از صائم چشتی)
○ ۔ شیخ عبدالحق محدث دہلوی۔ مدارج النبوت۔ جلد دوم۔ (اردو ترجمہ از غلام معین الدین نعیمی)
○ ۔ علامہ یوسف بن اسمٰعیل نبہانی۔ انوار محمدیہؐ۔ (علامہ قسطلانی کی "المواہب

اللدنیہ" کی تلخیص۔ اردو ترجمہ از پروفیسر غلام ربانی عزیز)

○ ۔ شیخ محمد رضا۔ محمدؐ رسول اللہ۔ (اردو ترجمہ محمد عادل قدوسی)

○ ۔ عبدالرحمن ابن جوزی۔ الوفا باحوال المصطفیٰؐ۔ (اردو ترجمہ از مولانا محمد اشرف سیالوی)

○ ۔ محمد حسین ہیکل۔ حیات محمدؐ۔ (اردو ترجمہ از ابو یحیی امام خان نوشہروی)

○ ۔ ابن ہشام۔ سیرت النبیؐ کامل۔ جلد اول۔ (اردو ترجمہ از عبدالجلیل صدیقی)

○ ۔ ابن قیم جوزی۔ اسوہ حسنہ۔ (اردو ترجمہ از عبدالرزاق ملیح آبادی)

○ ۔ علامہ جلال الدین سیوطی۔ الخصائص الکبری۔ جلد دوم۔ (اردو ترجمہ از راجا رشید محمود و سید حامد لطیف)

○ ۔ عبدالمالک بن عثمان نیشا پوری۔ شرف النبیؐ۔ (اردو ترجمہ از اقبال احمد فاروقی)

○ ۔ عبداللہ بن محمد بن عبدالوہاب۔ مختصر سیرۃ الرسولؐ (اردو ترجمہ از حافظ محمد اسحاق)

○ ۔ باڈلے۔ الرسولؐ۔ (اردو ترجمہ از ڈاکٹر ایم الیس ناز)

○ ۔ مولانا محمد زکریا۔ العطور المجموعہ (مرتب محمد اقبال مہاجر مدنی)

○ ۔ شبلی۔ سیرۃ النبیؐ۔ جلد اول

○ ۔ شاہ مصباح الدین شکیل۔ سیرت احمد مجتبیٰ۔ جلد اول

○ ۔ ابراہیم سیالکوٹی۔ سیرۃ المصطفیٰؐ۔ جلد اول

○ ۔ مفتی عنایت احمد کاکوروی۔ تواریخ حبیب الہ

○ ۔ نور بخش توکلی۔ سیرت رسول عربیؐ

○ ۔ ابو الاعلی مودودی۔ سیرت سرور عالمؐ۔ جلد دوم

○ ۔ صفی الرحمن مبارک پوری۔ الرحیق المختوم

○ ۔ مفتی عزیز الرحمن۔ رسالتماب۔ حصہ اول و دوم

○ ۔ علی اصغر چودھری۔ عہد نبویؐ کے نادر واقعات

○ ۔ علی اصغر چودھری۔ حضرت محمدؐ ولادت سے نزول وحی تک

○ ۔ خالد محمود خالد۔ حیات رسولؐ کے دس دن

○ ۔ شہناز کوثر۔ قوس قزح

○ ۔ شہناز کوثر۔ حیات طیبہ میں پیر کے دن کی اہمیت

○ ۔ شہناز کوثر۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بچپن

○ ۔ ابن اثیر۔ اسد الغابہ فی معرفت الصحابہ۔ جلد ۱، ۲، ۳، ۴، ۵، ۷، ۹، ۱۰، ۱۱ (اردو ترجمہ از محمد عبدالشکور فاروقی و غلام ربانی عزیز)

○ ۔ محمد یوسف۔ حیات الصحابہ۔ جلد سوم۔ مشتمل بر حصہ ہشتم، نہم، دہم

○ ۔ ابن قتیبہ۔ سیر انبیا و صحابہ و تابعین۔ (اردو ترجمہ سلام اللہ صدیقی)

○ ۔ مولانا شاہ معین الدین۔ سیر الصحابہ۔ جلد دوم۔ مہاجرین حصہ اول۔

○ ۔ محمد احمد پانی پتی۔ غلامان محمد (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم)

○ ۔ سعید احمد۔ غلامان اسلام۔

○ ۔ قاضی محمد سلیمان سلمان منصور پوری۔ اصحاب بدر

○ ۔ حکیم رحمان علی۔ المشاہد

○ ۔ مولانا سعید انصاری۔ سیر الصحابیات

○ ۔ نیاز فتح پوری۔ صحابیات

○ ۔ طالب ہاشمی۔ خیر البشرؐ کے چالیس جانثار

○ ۔ طالب ہاشمی۔ رحمت دارینؐ کے سو شیدائی

○ ۔ طالب ہاشمی۔ آسمان ہدایت کے ستر ستارے

○ ۔ طالب ہاشمی۔ تذکار صحابیات

○ ۔ برکت علی لودھیانوی۔ اصحابہ صفہؓ

○ ۔ ابن عبدالشکور۔ سیرت زیدؓ بن حارثہ

○ ۔ ارمان سرحدی۔ نامور خواتین اسلام

○ ۔ صوفی محمد اکرم رضوی۔ صحابہؓ کا عشق رسولؐ

○ ۔ عبدالمصطفیٰ اعظمی۔ کرامات صحابہ

○ ۔ نواز رومانی۔ جرنیل صحابہ

○ ۔ آغا اشرف۔ مشاہیر اسلام

○ ۔ عبدالغنی فاروق۔ ہم مسلمان کیوں ہوئے؟

○ ۔ الوارث۔ کراچی۔ رسولؐ نمبر۔ ربیع الاول۔ ۱۳۹۴ھ۔ شمارہ ۴، ۵

○ ۔ القریش۔ رسول نمبر۔ جلد ۴ نمبر ۴، ۵۔ اپریل، مئی ۱۹۱۸ء

○ ۔ قومی ڈائجسٹ۔ (ماہنامہ) صحابہ کرام نمبر۔ حصہ اول۔ جلد ۹ شمارہ ۱۲

○ ۔ اردو ڈائجسٹ (ماہنامہ) لاہور۔ رحمت للعالمینؐ نمبر۔ حصہ اول۔ ۱۹۸۸

○ ۔ مولوی (ماہنامہ) دہلی۔ رسولؐ نمبر۔ ۱۹۴۹ھ

○ ۔ نقوش۔ رسولؐ نمبر۔ جلد ۷، ۸، ۱۲

○ ۔ اسلامی انسائیکلوپیڈیا

رجسٹرڈ نمبر ایل ۸۲۹۱

ماہنامہ نعت لاہور

نماز اچھی نہ حج اچھا روزہ اچھا اور زکوٰۃ بھی
مگر میں باوجود اس کے مسلماں ہو نہیں سکتا
نہ جب تک کٹ مروں میں خواجۂ طیبہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی عظمت پر
خدا شاہد ہے کامل میرا ایماں ہو نہیں سکتا

مولانا ظفر علی خاں

منظر رقم